# 1910 میں دنیائے اسلام کی سیاسی حالت پر تبصرہ

ریاض حسین

## علامہ اقبال کا خط بنام ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' لاہور

1908 سے اوائل 1910 تک ساری دنیا کے مسلم اخبارات میں ایک رومی اخبار نویس علامہ عصر سکی کی اس تجویز کا بہت چرچا تھا کہ مسلمان زعما کی ایک کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہونی چاہیے اس سلسلے میں ''پیسہ اخبار'' لاہور نے ہندوستان کے ممتاز دانش وروں اور سیاست دانوں سے اس تجویز کے بارے میں آرا طلب کیں ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' کی اس دعوت پر جن حضرات نے اپنی آرا اشاعت کے لیے روانہ کیں ان میں علامہ اقبال، نواب وقار الملک، مولانا شبلی نعمانی اور مولوی عزیز مرزا شامل تھے۔

''پیسہ اخبار'' 1910 کے جن شماروں میں یہ آرا شائع ہوئیں وہ بدقسمتی سے میسر نہیں 1915 میں جنگ عظیم اول کے موقع پر ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کا خیال ایک دفعہ پھر مسلمانان عالم کے ذہن میں جاگا چنانچہ 21 جولائی 1915 کے ''پیسہ اخبار'' میں ہندوستان کے مسلم زعما کی 1910 میں پیش کردہ آرا کو دوبارہ ایک سمپوزیم کی شکل میں چھاپ دیا گیا اگر یہ شمارہ آج میسر نہ ہوتا تو علامہ اقبال اور دوسرے اکابرین کی آرا علمی دنیا کے لیے ہمیشہ ناپید ہو

جاتیں۔

"پیسہ اخبار" میں شائع شدہ مراسلات سے اس دور کے سیاسی ذہن اور رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے، اور مختلف حضرات کے بین الاقوامی نقطہ نظر کی وضاحت ہوتی ہے

نواب وقار الملک اپنے مراسلے میں لکھتے ہیں

"عالمگیر کانفرنس مسلمانان کی نسبت ابتدائی تجویز یہ تھی کہ ایام حج میں مسلمان جب کہ مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اس وقت یہ کانفرنس منعقد ہوا کرے گی اس سے مجھ کو اس بنا پر اختلاف تھا کہ وہ تھوڑا سا زمانہ دوسری قسم کی عبادت کا ہے، اور اس کے لیے ہی کافی وقت نہیں ملتا ادھر سے دل ہٹانا اور اس پولیٹکل مرض کی تشخیص کے لیے وقت نکالنا مشکل ہوگا دوسرا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ غیر مذہب قومیں جو مختلف بلاد میں مسلمانوں پر حکم ران ہیں وہ بے وجہ ہی ہماری اس کارروائی کو شبہ کی نگاہ سے دیکھیں گی اور فریضہ حج پر ایسی مخفی مزاحمتیں قائم کریں گی کہ ان سے اس فریضہ کا ادا کرنا مشکل سے مشکل تر ہو جاوے گا۔"

مولوی مشتاق حسین نے اپنے خط میں قاہرہ میں بین الاقوامی مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی مکمل مخالفت کرتے ہوئے تحریر کیا

"میری ناچیز رائے اس کے متعلق یہ ہے کہ مصر میں اس وقت تعلیم یافتہ نوجوانوں کے خیالات ہماری گورنمنٹ (یعنی برٹش) کے متعلق اچھے نہیں ہیں اور مصری کانفرنس میں ان کا عنصر غالب ہوگا اور ہماری گورنمنٹ اس کانفرنس کو بہت شبہ کی نگاہ سے دیکھے گی لہٰذا میں تو یہاں سے ہم لوگوں کا اس کانفرنس میں شریک

ہونا خلاف احتیاط سمجھتا ہوں دوسرے وہ سلطنتیں بھی جن کی رعایا مسلمان ہے اپنی مسلمان رعایا کی شرکت کو اس کانفرنس میں بہت شبہ کی نگاہ سے دیکھیں گی اور چاہے کانفرنس کتنا ہی غل مچاوے اور قاعدے پاس کرے کہ کانفرنس کو پالیٹکس سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن مختلف گورنمنٹیں اس سے مطمئن نہ ہوں گی۔''

مولوی مشتاق حسین کے ان خیالات سے علامہ شبلی نعمانی بہت برافروختہ ہوئے اور انہوں نے کانفرنس کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے مولوی صاحب کے نقطہ نظر کے بارے میں فرمایا ''عالمگیر کانفرنس سے متعلق مولوی مشتاق حسین صاحب کی مخالفت محض بزدلانہ پالیٹکس ہے ان باتوں کا خیال نہیں کرنا چاہیے یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز بھی ترک کردیں۔''

مولوی عزیز مرزا کے خیال میں:

''عالمگیر کانفرنس بحالت موجودہ مفید نہیں ہوگی اگر آپ غور فرمائیں گے تو ظاہر ہوگا کہ گو مسلمان باعتبار مذہب ایک ہیں لیکن قوم کے اعتبار سے ایک نہیں ہیں اور بلحاظ رسم و رواج، زبان اور حالات تمدن و سیاسی کے ایک دوسرے سے مختلف ہیں ابھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ملک میں مسلمان خود اپنے انحطاط کے اسباب پر غور کریں اور ان کے رفع کرنے پر غور کریں اور اگر سب دنیا کے مسلمان اس وقت جمع ہوں گے تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا''

''مسلمانوں کی اس وقت دنیا میں مختلف حالتیں ہیں کہیں وہ حاکم ہیں اور کہیں محکوم، اور جہاں حاکم ہیں وہاں بھی ان کی حالت اچھی نہیں ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ دوسری قابو یافتہ قوموں کے حسد و عناد سے محفوظ رہیں، اور جہاں

محکوم ہیں ان کی حالت تو اور بھی توجہ کی محتاج ہے۔"

"پس اگر بحالت موجودہ کوئی عالمگیر کانفرنس قائم ہوگی تو اس کا پولیٹیکل نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا کی دوسری قومیں مشتبہ ہو جائیں گی"

مولوی عزیز مرزا نے مسلم قومیت کی تعریف جس طرح کی ہے وہ اس تعریف سے بالکل مختلف ہے جو قرآن مجید پیش کرتا ہے اور جس کی تشریح اقبال نے اپنے بیشتر مضامین اور اشعار میں کی ہے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حزب یعنی ایک پارٹی کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ تمام امت مسلمہ بلا لحاظ وطن و نسل ایک قوم ہے۔

اقبال کا خط مندرجہ بالا تمام مراسلوں سے زیادہ جامع اور مدلل ہے اور تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے اس خط کے متن سے مطالعہ اقبال کے کئی گوشوں پر نئی روشنی پڑتی ہے مندرجہ ذیل چند نکات خصوصی طور پر قابل غور ہیں۔

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(1) 1910ہی میں اقبال نے پوری دنیائے اسلام کے سیاسی اور سماجی حالات کی تفصیلی معلومات فراہم کر لی تھیں اور ایک وسیع بین الاقوامی نقطہ نظر قائم کر لیا تھا ترکی، ایران اور مصر سے شائع ہونے والے عربی، فارسی اور ترکی اخباروں اور جرائد کا یا تو وہ ذاتی مطالعہ کرتے رہتے تھے یا کسی ذریعے سے ان میں شائع شدہ مواد سے مسلسل واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے ہندوستان کے مسلم زعما میں وہ منفرد تھے کہ ان کی نظیر ملکی حالات کے علاوہ خارجی اور بین الاقوامی معاملات پر بھی محیط تھی۔

(2) اقبال جدید دور کے ان مسلم زعما میں سے تھے بلکہ اس خط کے مطابق

بیسویں صدی میں پہلے شخص تھے جنہوں نے ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز سوچی

(3) 1910 میں اقبال پان اسلامزم کے پر جوش مدعی بن گئے تھے

(4) اس خط کے آخری پیراگراف سے پتا چلتا ہے کہ وہ ابھی تک سید احمد خاں کے اس نظریے کے حامی تھے کہ مسلمانوں کو سیاسی میدان میں آگے بڑھنا چاہیے تعلیمی اور سماجی میدان میں ترقی کر کے ہی مسلمانان عالم یورپ سے سیاسی ٹکر لے سکتے ہیں

علامہ اقبال کے اس خط (جسے تریسٹھ سال بعد پہلی دفعہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے) کا متن حسب ذیل ہے

لاہور، 22 اگست 1910

مہربان بندہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا نوازش نامہ ملا 31 جولائی 1908 کے ''پیسہ اخبار'' میں جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا تھا اس کے متعلق مجھے کچھ یاد نہیں کہ آپ نے میری نسبت کیا تحریر فرمایا تھا اخبار ''افغان'' بھی میری نظر سے نہیں گزرتا آپ کی ملامت میری سر آنکھوں پر اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کا جوش حمیت اسلامی اور خلوص نیت قابل تحسین ہے اور میں اس ملامت کو غیروں کی تعریف سے بہتر تصور کرتا ہوں یہ بات صحیح ہے کہ انگلستان سے واپس آنے کے بعد سے میں نے زیادہ تر اپنے مشاغل قانونی کی طرف توجہ رکھی ہے اور شاید مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کیونکہ اگر کوئی شخص جو اپنی زندگی میں ناکام رہے اوروں کے کام نہیں آ سکتا۔ تاہم ان نا مساعد حالات میں

بھی جو کچھ مجھ سے ہوسکا ہے میں نے دریغ نہیں کیا قومی خدمت کوئی آسان بات نہیں افسوس ہے کہ آپ کو تمام حالات معلوم نہیں کئی لوگوں نے ایسے ہی اعتراضات مجھ پر اور بعض لوگوں پر بھی کیے ہیں لیکن میں نے ان احباب کو معذور تصور کر کے کوئی جواب نہیں دیا۔

مصری کانفرنس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ تجویز مسلمانان عالم کی قومی اور معاشرتی اصلاح کی غرض سے دو سال پیشتر علامہ عصر کی ایک روسی اخبار نویس کی تحریک پر دنیائے اسلام کے سامنے پیش کی گئی تھی لیکن اس بحث کے تھوڑے ہی عرصے بعد ترکی اور ایران میں انقلاب کے آثار نمایاں ہو گئے اور مسلمانوں کی توجہ اور طرف مبذول ہو گئی ترکی کی حالت ابھی تک قابل اطمینان نہیں کوئی عجب نہیں کہ کوئی عظیم الشان تغیر اس ملک میں پھر ہو ایران ابھی انقلاب کے مرحلے سے نہیں گزر سکا مراکو کی حالت سخت مخدوش ہے غرضیکہ موجودہ حالات میں اسلامی دنیا پولیٹیکل انقلابات سے آزاد نہیں پھر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ اس قسم کی کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا حال کے مصری اور ترکی اخباروں میں جہاں تک مجھے معلوم ہے اب اس پر کوئی لکھنے والا بحث نہیں کرتا۔ لیکن جو مقصد اس کانفرنس سے پورا ہو وہ مکہ معظمہ کی سالانہ کانفرنس سے پورا ہو سکتا ہے افسوس ہے مسلمان اس سے فائدہ اٹھانا نہیں جانتے تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب مسلمان اس رمز سے آگاہ ہوں گے جو فریضہ حج میں مخفی ہے عالمگیر اسلامی کانفرنس مصر کا میں مخالف نہیں ہوں بشرطیکہ اسلامی ملکوں کی پالیٹکس سے اسے علیحدہ رکھا جائے اور اس کی تجاویز مسلمانوں کی سوشل اور مذہبی اصلاح تک محدود ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی

گورنمنٹیں ضرور اسے بدظنی کی نگاہ سے دیکھیں گی میں اس قسم کی تجویز کا جس کا مقصد مسلمانوں کی بہتری ہو کس طرح مخالف ہوسکتا ہوں، خصوصاً اس لحاظ سے بھی کہ ایسی کانفرنس کی تجویز اس روسی اخبار نویس کی تحریک سے کئی ماہ پیشتر خود میرے ذہن میں آچکی تھی اور میں نے لنڈن میں اپنے دوست شیخ عبدالقادر صاحب سے اس کا ذکر بھی کیا تھا ایک عام معاشرتی اور تمدنی کانفرنس کے انعقاد سے مسلمانوں کو ضرور فائدہ ہوگا اور قومیت کی ایک نئی روح ان میں پیدا ہوگی، لیکن یہ مشکل کام ہے اور اس کے انجام کرنے کے لیے انتہا درجہ استقلال اور عاقبت اندیشی کی ضرورت ہے عام لوگوں کو یہ تجویز نہایت دل فریب معلوم ہوتی ہے اور منتظموں کے قومی تخیلات اس سے تحریک میں آتے ہیں مگر وہ لوگ اس کی مشکلات سے آگاہ نہیں ہیں اور مسلمانان عالم کی موجودہ حالت کے تمام کوائف سے ان کو واقفیت نہیں ہے بڑا سنبھل کر قدم رکھنا چاہیے اور جب تک ہم کو پورا یقین نہ ہو جائے کہ کسی بدنتیجہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے تب تک کوئی عملی کام کرنا شاید مناسب نہ ہوگا ہندوستان کے مسلمان شاید اور اسلامی ممالک کی حالت کا اندازہ صحیح طور پر نہیں لگا سکتے کیونکہ حکومت برطانیہ کے سبب سے جو امن اور آزادی اس ملک کے لوگوں کو حاصل ہے وہ اور ممالک کو ابھی نصیب نہیں ہے بہر حال ابھی اس کانفرنس کے ہونے کا مجھے چنداں یقین نہیں ہے کیونکہ، جیسا میں عرض کر چکا ہوں، دیگر اسلامی ممالک کی توجہ اور طرف ہے اور ان کی موجودہ حالت بھی اس کی متقاضی نہیں ہے۔

پان اسلامزم کا خوف بالکل بے معنی ہے اور فرانس کے چند احمق اخباروں کی

ہرزہ سرائی کا نتیجہ ہے مسلمانانِ عالم کی کسی ملک میں کوئی ایسی تحریک عام طور پر نہیں ہے جس کا منشا یورپ سے پولیٹیکل مقابلہ کرنا ہو، نہ ایسا خیال ایک ایسی قوم میں پیدا ہوسکتا ہے مسلمانوں کو کلام الٰہی میں امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تاکید کی گئی یہاں تک کہ پوشیدہ مشورہ کرنے کی بھی ممانعت ہے:

اذا تنا جیم فلا تتنا جو بالاثم والعدون (قرآن مجید 9/58)

آپ کا نیازمند محمد اقبال بیرسٹر ایٹ لا

The End------------------اختتام

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006